بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

ندوۃ المصنفین

آج ہندوستان کے مسلمان ملک کے اندرونی اور بیرونی، سیاسی اور غیر سیاسی اثرات کے ما تحت جس عظیم الشان دورِ انقلاب سے گذر رہے ہیں اُس نے ہر صاحب فہم وبصیرت کو یہ سمجھنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اگر اسی وقت مسلمانوں نے اپنی انفرادیت کو اور قومی حیثیت کو برقرار نہیں رکھا تو سیل انقلاب کی فلک بوس موجیں اُن کے وجود کو خس و خاشاک کی طرح بہالیجائینگی اور اُن کے کارناموں کا نقش لوحِ جہاں سے حرفِ مکرر کی مانند مٹ جائیگا۔

مسلمانوں کی قومیت اُن کے مذہب سے وابستہ ہے۔ جس قدر مذہبی بندشیں اضمحلال پذیر ہوتی جائینگی اُن کی قومیت میں بھی کمزوری پیدا ہوتی رہیگی۔ مسلمان بحیثیت ایک قوم کے یا قرآنی اصطلاح کے مطابق بحیثیت "امۃ واحدہ" کے اُسی وقت تک اقوامِ عالم کے سامنے روشناس ہوسکتے ہیں جب تک کہ اُن کے دلوں میں ایمان وعقیدت کا جوش اور ان کے اعمال وافعال میں خلوص وللّٰہیت کی گرمی موجود ہے۔ یہی مذہبی احترام وجوش اُن کی قومیت کی اصل روح رواں ہے۔ اس کو نکال لیجیے تو دنیا کی تمام مسلم حکومتیں مل کر بھی ایک جسد بے روح اور ایک صورتِ بے معنی سے زیادہ نہیں

آج دنیا میں معاشی و اقتصادی مشکلات کے باعث نئی نئی تحریکیں بروئے کار آرہی ہیں مغربی علوم و فنون کی بے پناہ اشاعت نے نوجوانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات کے خطرناک جراثیم پیدا کردیے ہیں اور فرنگی تہذیب و تمدن کی مۓ دوآتشہ نے آنکھوں میں خیرگی اور دماغوں میں بدمشربی و خدا ناترسی کا جو خمار پیدا کردیا ہے، غور کیجیے تو ان سب کی زد بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمانوں کی اُس پختگی ایمان و یقین پر پڑ رہی ہے جس کے بغیر اُن کی قومیت کا قصر ریت کے ٹیلہ سے زیادہ وقیع اور پائدار نہیں ہوسکتا۔

پھر اس سے بھی زیادہ حسرت انگیز یہ امر ہے کہ ایک طرف شبِ تاریک ہے، سمندر میں صد بلا در کنار طوفانی موجیں اُٹھ رہی ہیں، نشانِ راہ سراسر مفقود ہے، گردابِ بلا انتہائی قہرسامانی کے ساتھ دعوتِ خوف و ہراس دے رہا ہے، آسمان پر تیرہ و تار گھٹاؤں کا ہجوم ہے اور بادِ مخالف کے تیز و تند جھونکوں نے ساحلِ مقصود کو بہت دور کردیا ہے۔ صرف برقِ جہاں سوز ہے جو کبھی کبھی پردۂ سحاب سے منہ نکال کر رہ پیارانِ بحر کی بیکسی پر ایک قہقہہ لگا جاتی ہے لیکن دوسری طرف کشتی کا عاقبت ناشناس ناخدا ہے جو نہ سفر کی مشکلات کا اندازہ رکھتا ہے نہ راستہ کے خطرات سے آگاہ ہے، اور نہ اُس نے آئندہ پیش آنے والی دشواریوں کا کوئی صحیح جائزہ لیا ہے۔ اُس نے اپنا مستول اور بادبان بھی نہیں بدلا۔ اور اُس نے موجِ حوادث کا مقابلہ کرنے کے لیے کشتی کے پُرانے تختوں کو بھی مضبوط بنانے کی کوشش نہیں کی۔ اور اس کے باوجود غایت بے فکری کے ساتھ راہِ ناشناس انسانوں کے ایک عظیم قافلہ کو اپنی کشتی پر بیٹھنے اور بحرِ ناپیدا کنار کو عبور کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔ پھر جادہ پیمایانِ بحر کے اسی کاروانِ گم کردہ راہ میں بعض روشن خیال لوگ ہیں جو ناخدا کے اس تغافل کو دیکھ کر ملاحی کے فرائض خود انجام دینے چلے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ انہیں سفر کی مشکلات کا ایک بڑی حد تک اندازہ ہے۔ اُنھوں نے راستہ کے خطرات کا تھوڑا بہت جائزہ بھی لیا ہے۔ اور انہیں اس کی بھی فکر ہے کہ کشتی کے پُرانے اوبات

اور مستول کو تبدیل کرکے نئے بادبان اور مستول فراہم کرنے چاہییں لیکن مشکل یہ ہے کہ انہیں بحیرۂ روم کے سفر کا تجربہ ہو تو ہو، بحیرۂ عرب کے بحران و تلاطم سے یہ بیگانۂ محض ہیں۔ انہیں اس کا کوئی علم ہی نہیں کہ پانی کہاں کتنا گہرا ہے اور متلاطم موجوں کے اُبھرنے اور بلند ہونے کا وقت کیا ہے اور اس کے لیے کن تدابیر کو عمل میں لانا چاہیے۔ انہوں نے کشتی کے ساز و سامان کو درست کرنے کے لیے شاطر مغرب کی جس دکان سے سودا کرنا چاہا ہے وہ طوفان حوادث کی بلا انگیزیوں میں زیادتی کا موجب تو ہو سکتا ہے، اُن کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

ان کے برعکس چند انتہا پسند اور پُرجوش لوگ ہیں جنہوں نے کشتی کے پُرانے تختوں کو بدل کر اُن کی جگہ نئے تختوں کا انتظام کیا ہے اور اس میں اس قدر جدت طرازیوں سے کام لیا ہے کہ سفینہ کی وضع و قطع اور ہیئت و صورت بالکل ہی نئی اور نرالی ہوگئی ہے، اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ دین کی وہی قدیم کشتی ہے جس نے سینکڑوں طوفانہائے حوادث کا کامیاب مقابلہ کیا اور کروڑوں گم کردگانِ راہ کو نجات کے ساحل مقصود تک پہنچا کر شاد کام و فائز المرام بنایا۔

اس ہنگامۂ اُمید و بیم میں غریب مسافروں کا عجب حال ہے کچھ تو ایسے ہیں جنہوں نے ناخدا کے اس قیامت خیز تغافل کو دیکھ کر اس کشتی پر سوار ہونے کا ارادہ ہی فسخ کر دیا اور اپنے لیے کارخانۂ فرنگ کے بنے ہوئے نئے جہازوں کا انتخاب کرلیا ہے۔ کچھ ہیں جو خدا کا نام لے کر اس کشتی پر سوار تو ہوگئے ہیں لیکن اُن کے دل کشاکش یاس و اُمید کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں۔ چند اصحاب ایسے ہیں جنہوں نے اپنے سر رشتۂ اُمید کو دوسرے ناتجربہ کار ملاحوں کے ہاتھوں میں دیدیا ہے لیکن آگے پہنچ کر وہ بھی گردابِ بلا میں چکر لگا رہے ہیں، اور اپنی اس عجلت پسندی پر انتہائی نادم و شرمسار ہیں، کچھ ہیں جو غرق ہوگئے ہیں اور جو بچ رہے ہیں وہ امواجِ حوادث کے تھپیڑوں میں گھر جانے کے باعث ساحلِ مقصود تک پہنچ

کی امید ختم کر چکے ہیں۔

ایک طرف پرانی کشتی کا حال یہ ہے اور دوسری جانب "دایانِ فرنگ" نے بڑے طمطراق کے ساتھ ایک عجیب غریب جہاز تیار کیا ہے جس کا کپتان نہایت چست و چالاک اور بدرجۂ غایت ہوشیار و ہوشیار ہے، اس کے پاس آلات بھی نئے نئے ہیں جن کے ذریعہ پانی کی گہرائی معلوم کی جا سکتی ہے جہاز کی مقدارِ حرکت اور اسکی مسافت کی پیمائش بھی ہو سکتی ہے۔ سمندر کتنا ہی عمیق ہو اور رات کتنی ہی تیرہ و تار، جگہ جگہ لائٹ ہاوس بنے ہوئے ہیں، وائرلیس لگے ہوئے ہیں، ستارہ شناسی اور سمت معلوم کرنے کے آلات موجود ہیں، جہاز پر پالش بھی بہت دلفریب اور دیدہ زیب ہے اور وزن کے اعتبار سے بھی وہ اس قدر بھاری بھرکم ہے کہ سمندر کی پرشور موجیں اس سے ٹکرا ٹکرا کے فنا ہو جاتی ہیں۔ پس ان حالات میں کیا پرانی کشتی کے ناخداؤں اور پاسبانوں کا فرض نہیں ہے کہ وہ اٹھیں اور ہر ممکن کوشش کے ذریعہ اس متاعِ قدیم و گرانمایہ کے تحفظ و بقا کا انتظام کریں

"الکنایۃُ ابلغُ مِنَ التَّصریح" ہمیں جو کچھ کہنا تھا اُسے مختصراً استعارہ و تشبیہ کی زبان میں ادا کر دیا گیا ہے۔ آپ کی چشمِ فراست و فطانت اگر ان کنایات کے باریک نقاب میں واضح حقائق کے روشن چہرہ کو دیکھ سکتی ہے تو دیکھیے اور سوچیے کہ ہم کس جہاز کے مسافر ہیں، کس راہ پر چل رہے ہیں۔ کن کن دشواریوں سے مقابلہ کرنے کا خطرہ ہے، اور بنامِ خدا جو ہماری ملاحی کے فرائض انجام دے رہے ہیں، وہ کس حد تک اس بحرِ پر آشوب میں کامیاب ثابت ہو سکتے ہیں۔

اِن حالات کا صحیح احساس ہی ندوۃ المصنفین دہلی کو جس کا خصوصی مجلّہ یہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، عالمِ وجود میں لانے کا باعث ہے۔ اس ادارہ کے اغراض و مقاصد

پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارے پیش نظر اس وقت چار اہم کام ہیں:-

(۱) قرآن مجید کی انگریزی اور اُردو تفسیر ایسے انداز میں لکھنی کہ قرآن کا صحیح مفہوم اور اُس کی تعلیمات حقہ اُن لوگوں کے ذہن نشین ہوسکیں جو واقعی طور پر راہِ حق کے متلاشی ہیں لیکن مغربی علوم و فنون کی سحرکاریاں اُنھیں اس طرف متوجہ نہیں ہونے دیتیں۔

(۲) فقہ اسلامی کی ترتیب و تدوین اس طرح کرنی کہ تمدن جدید نے جو انسانی زندگی کے بعض مخفی گوشوں کو بے حجاب کر کے نئے نئے مسائل پیدا کر دیے ہیں اُن کے لیے قرآن و سنت اور اجماع اُمت و قیاس کی روشنی میں اسلامی نقطۂ نظر کی صاف و صریح وضاحت و تشریح ہو جائے۔ اسی دفعہ کے ماتحت تحریکات جدیدہ اور اسلام پر کتابیں شائع کرنا بھی ادارہ کے اہم مقاصد میں سے ہے

(۳) غیر مسلم اہل قلم اسلامی تاریخ اور اُس کی روایات کے متعلق جو ریسرچ کی آڑ میں مکروہ پروپاگنڈہ کرتے رہتے ہیں اُن کی موثر اور سنجیدہ تردید کرنی۔

(۴) مسلمان بچوں اور بچیوں کے لیے ایسا مکمل نصاب تعلیم تیار کرنا جو اسلامی تعلیمات کے مطابق اُن کی صحیح دماغی نشو و نما کا کفیل ہو اور ساتھ ہی امور معاشی میں اُن کی کامیابی کا ضامن۔

ان میں سے اوّل کے دو کام تو ایک دو برس کے نہیں بلکہ سالہا سال کے ہیں۔ جن کا سلسلہ اب شروع ہو کر اُس کے اختتام تک جاری رہیگا۔ بقیہ نمبر ۳ و ۴ کے ماتحت کتابیں تیار ہو رہی ہیں اور خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے کہہ سکتے ہیں کہ ایک سال کے اندر اندر ہم آپ کو کم سے کم چار کتابیں دے سکینگے۔ اس وقت جو کتابیں تیار ہیں اور جن کی کتابت شروع ہونے والی ہے، اور جو لکھی جارہی ہیں اور عنقریب پایۂ تکمیل کو پہنچ جائینگی اُن کے نام یہ ہیں:-

(۱) تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام۔ از مولانا محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند۔

(۲) اسلام کا نظریۂ سلطنت۔ از مولانا حامد الانصاری غازی

(۳) تفسیر قرآن مجید اور اسرائیلیات۔ از مولانا محمد ادریس میرٹھی

(۴) الرِّق فی الاسلام۔ از سعید احمد اکبر آبادی۔

ان میں سے پہلی اور چوتھی کتاب تیار ہے اور بقیہ لکھی جا رہی ہیں۔

مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی ناظم ندوۃ المصنفین اور مولانا ابوالقاسم محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی رفیق اعلیٰ ندوۃ المصنفین فقہ کی ترتیب و تدوین اور تفسیر کی اہم خدمت انجام دینگے لیکن یہ کام برسوں کا ہے اس لیے برابر جاری رہیگا اور اس اثنا میں یہ دونوں بزرگ مختلف عنوانات پر گرانقدر تصنیفات پیش کرنے کا کام ضمنی طور پر انجام دیتے رہینگے۔

کسی ادارہ کی کامیابی کے لیے دو چیزیں شرط اولین کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ایک ارکانِ ادارہ کی اس کام کے لیے اہلیت و صلاحیت اور دوسری چیز جو عملاً اُس سے بھی زیادہ ضروری ہے وہ کارکنوں کا خلوص وللہیت ہے۔ جہاں تک پہلی چیز کا تعلق ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو مخلصین اس ادارہ سے وابستہ ہیں وہ اگرچہ نوجوان ہیں لیکن ہندوستان کے بڑے بڑے تعلیمی یا صحافی اداروں سے وابستہ رہ کر علم و مذہب کی مفید خدمات انجام دے چکے ہیں۔ اور اب اسلامی ضرورتوں کے احساس قوی نے سب چیزوں سے کنارہ کش کرکے اُن کو ایک اہم مرکز پر جمع کر دیا ہے۔ اُنہوں نے اب تک کوئی شاندار تصنیفی کارنامہ پیش نہ کیا ہو لیکن ان لوگوں کی اہلیت و صلاحیت سے مسلمانوں کا مذہبی طبقہ ایک بڑی حد تک واقف ہے۔ کارکنان ادارہ میں بحمد اللہ علوم اسلامیہ دینیہ کے ماہر بھی ہیں اور وہ بھی ہیں جو اسلامی علوم کی سندات کے ساتھ ساتھ تعلیم جدید کی اعلیٰ ڈگریاں بھی اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ان میں انگریزی کے علاوہ جرمنی زبان کے ایک ماہر بھی شریک کار ہیں جو اسلامی علوم و فنون پر جرمنی سے اُردو میں ترجمہ کرنے کی خدمت انجام دینگے۔ یہ صاحب ہمارے دوست

مسٹر سید مغنی الدین شمسی ایم اے ہیں۔

رہی دوسری چیز یعنی خلوص و للّٰہیت، تو اس کا تعلق قلب سے ہے اور سوائے خدائے بصیر و خبیر کے کوئی اُسے محسوس نہیں کرسکتا۔ اس لیے اس وقت نہ ہم آپ کو اس کا یقین دلاسکتے ہیں اور نہ آپ سے کہتے ہیں کہ یقین کرلیجیے، صرف درخواست اتنی ہے کہ اگر آپ ہم پر اعتماد و اعتبار کا اظہار نہیں کرتے تو اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ کے پیش نظر کم از کم یہ تو کیجیے کہ ادرا بنائے زمانہ پر قیاس کرکے ہماری نیتوں اور ارادوں کو اپنے شوق طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائیے۔ اگر ہمارے عزائم میں خلوص اور نیتوں میں للّٰہیت ہے تو آپ لاکھ نہ چاہیں خواہی نہ خواہی آپ کو ہماری کوششوں کی داد دینی پڑیگی اور ان خدمات کا اعتراف کرنا ہوگا بس ضرورت اس کی ہے کہ آپ چند دنوں تک خاموش رہیں اور نتائج کا انتظار کریں۔ وَمَا تَوْفِيقُنَا اِلَّا بِاللّٰهِ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَهُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيرُ۔

اس موقعہ پر بیساختہ ہم کو اپنے اُستاذ حضرتنا العلامہ مولانا سید محمد انور شاہ قدس اللہ سرّہٗ کی یاد آرہی ہے جو علوم و فنون کے بحر ذخار ہونے کے ساتھ اپنے پہلو میں بدرجہ غایت حساس و بیدار دل رکھتے تھے اور مغربی علوم کی حشر سامانیوں اور تہذیب و تمدن جدید کی بلا خیزیوں کا تذکرہ دردناک لہجہ میں کرکے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں اگر تم علم و مذہب کی خدمت ہندوستان میں رہ کر کرنی چاہتے ہو تو اُردو تحریر میں کمال پیدا کرو اور انشا کے جدید طرز میں مہارت حاصل کرو۔ حضرت اقدس نے اپنی تصنیف و تالیف کے لیے ہمیشہ عربی زبان کو اختیار فرمایا لیکن زمانہ کے حالات کو بدلتا ہوا دیکھ کر اپنے خدام کو تاکید کرتے تھے کہ اُردو زبان میں کمال حاصل کریں، اور علماء پر بالعموم اُردو زبان میں کوتاہ قلم ہونے کا جو الزام عائد کیا جاتا ہے اُس کو حرف غلط کی طرح مٹا ڈالیں۔ ہم اس وقت ایک خارزار میں قدم رکھ رہے ہیں لیکن ہمیں قوی اُمید ہے کہ اولاً خدائے قدوس کے فضل و کرم اور ثانیاً حضرت اُستاذ کا فیضانِ روح ہمارے لیے خضر راہ ثابت ہوگا۔ ہمارے تمام ولولے، اُمنگیں، ارادے اور حوصلے اصل